نماز میں اشارے سے جواب دینے کا حکم

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نماز پڑھ رہا تھا، تو زید سے کسی نے پوچھا کھانا کھا لیا ہے؟ تو زید نے نماز میں ہوتے ہوئے سر ہلا کر اشارے سے نہیں یا ہاں میں جواب دیا۔ پوچھنا یہ ہے کہ کیا اس طرح زید کی نماز ٹوٹ جائے گی؟ شرعی رہنمائی فرما دیں۔

جواب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت کے مطابق نماز نہیں ٹوٹے گی البتہ زید کا ایسا کرنا مکروہ تنزیہی یعنی ناپسندیدہ عمل ہے۔ اس کی نظیر وہ مسئلہ ہے کہ جس میں فقہائے کرام نے یہ بیان کیا ہے کہ نمازی کو کسی نے سلام کیا تو نمازی کے زبان ہلائے بغیر، سر یا ہاتھ کے اشارے سے جواب دینے سے نماز فاسد نہیں ہوتی البتہ ایسا کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔

اسی طرح اس مسئلہ کی نظیر وہ مسئلہ بھی ہے جس میں فقہائے کرام نے فرمایا کہ نمازی کا نماز میں ایسا فعل کرنا جس سے نماز کے خشوع و خضوع میں خلل آئے، تو ایسا کام بلا وجہ کرنا مکروہ تنزیہی ہے، جیسا کہ نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنا، یہ مکروہ تنزیہی ہے کیونکہ اس سے نماز کے خشوع و خضوع میں خلل آتا ہے۔

نمازی کے کسی کو اشارہ کرکے جواب دینے سے متعلق غنیۃ المستملی مع منیۃ المصلی میں ہے: ”(طلب منہ شی فاومی برأسہ او عینیہ وحاجبیہ ای قال نعم او لا فان صلاتہ (لا تفسد)“ ترجمہ: نمازی سے کوئی چیز طلب کی گئی اور نمازی نے سر، آنکھوں یا پلکوں کے اشارے سے اس کا ہاں یا نہ میں جواب دیا، تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔ (غنیۃ المستملی مع منیۃ المصلی، صفحہ 445، مطبوعہ لاہور)

فتاوی ہندیہ میں ہے: ”لو اشار یریدبہ رد السلام او طلب من المصلی شیئا فاشار بیدہ او برأسہ بنعم او بلا لا تفسد صلاتہ ھکذا فی التبیین ویکرہ کذا فی شرح منیۃ المصلی لابن امیر الحاج“ ترجمہ: اگر نمازی نے سلام کا

جواب اشارے سے دیا یا کسی نے نمازی سے کوئی چیز طلب کی اور نمازی نے اپنے ہاتھ یا سر سے ہاں یا نہ کا اشارہ کیا، تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی، یونہی تبیین میں ہے، لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے جیسا کہ ابن امیر الحاج کی شرح منیۃ المصلی میں ہے۔ (فتاوی ہندیہ، جلد1، صفحہ98، مطبوعہ کوئٹہ)

امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "کوئی شخص نمازی کو سلام کرے یا نمازی سر یا ہاتھ کے اشارے سے جواب دے دے یا کوئی کچھ مانگے، یہ ہاں یا نہ کا اشارہ کردے، یا کوئی پوچھے کے رکعتیں ہوئیں، یہ انگلیوں کے اشارہ سے بتادے یا کوئی روپیہ دکھا کر کھوٹا کھرا پوچھے یہ ایما سے جواب دے دے، **تو یہ سب صورتیں اگرچہ مکروہ ہیں، مگر حرام و مفسدِ نماز نہیں۔**" (فتاوی رضویہ، جلد8، صفحہ332، مطبوعہ رضا فاونڈیشن، لاہور)

سر یا ہاتھ کے اشارے سے سلام کا جواب دینا مکروہ ہے جیسا کہ تنویر الابصار مع درِ مختار کے مکروہاتِ نماز میں ہے:

"(رد السلام بیدہ) او براسہ" ترجمہ: سلام کا جواب ہاتھ یا سر سے دینا (مکروہ ہے) (تنویر الابصار مع درِ مختار، جلد2، صفحہ 497، مطبوعہ کوئٹہ)

مذکورہ عبارت کے تحت علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ان الکراھۃ فیہ تنزیہ" ترجمہ: اس میں کراہت تنزیہی ہے۔ (رد المحتار علی الدر المختار، جلد2، صفحہ497، مطبوعہ کوئٹہ)

نمازی کے کسی کو اشارے سے جواب دینے کے متعلق درِ مختار میں ہے: "لا باس بتکلم المصلی واجابتہ براسہ کما لو طلب منہ شیئ اواری درھما قیل اجید؟ فاومابنعم اولا، اوقیل کم صلیتم فاشار بیدہ انھم صلوا رکعتین" ترجمہ: نمازی کے سر کے اشارے سے کلام کرنے یا جواب دینے میں حرج نہیں جیسے کسی نے کوئی چیز طلب کی یا درہم دکھایا اور کہا گیا یہ عمدہ ہے؟ تو اشارے سے ہاں یا نہ کہہ دیا۔ یا کہا گیا تم نے کتنی رکعتیں پڑھ لی ہیں تو اس نے ہاتھ کے اشارے سے جواب دیا کہ دو رکعتیں ادا کی ہیں۔ (درِ مختار مع رد المحتار، جلد2، صفحہ497، مطبوعہ کوئٹہ)

حاشیۃ الطحطاوی علی الدر میں ہے: "التعبیر بلا باس یقتضی ان الاولی عدمہ" ترجمہ: لاباس کے ساتھ تعبیر کرنا، اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ یہ نہ کرنا، اولی ہے۔ (حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار، جلد2، صفحہ363، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

بہارِ شریعت کے مکروہاتِ تنزیہی کے بیان میں ہے: "ہاتھ یا سر کے اشارے سے سلام کا جواب دینا، مکروہ ہے۔" (بہار شریعت، جلد1، حصہ3، صفحہ632، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

ایک حدیث پاک کی شرح کرتے ہوئے عمدۃ القاری میں علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "والمعنى أن المصلي إذا التفت يمينا أو شمالا يظفر به الشيطان في ذلك الوقت ويشغله عن العبادة فربما يسهو أو يغلط لعدم حضور قلبه باشتغاله بغير المقصود ولما كان هذا الفعل غير مرضي عنه نسب إلى الشيطان وعن هذا قالت العلماء بكراهة الالتفات في الصلاة... أن الاجماع على أن الكراهية فيه للتنزيه" ترجمہ معنیٰ یہ ہے کہ نمازی جب دائیں بائیں متوجہ ہوتا ہے، تو شیطان اس وقت کامیاب ہوجاتا ہے اور بندے کی توجہ کو عبادت سے پھیر دیتا ہے اور اس سبب سے بندہ بعض اوقات بھول جاتا ہے یا دل کے غیر مقصود کام میں مشغول ہونے کے سبب غلطی کرجاتا ہے اور جب یہ کام ناپسندیدہ ہے، تو اس کو شیطان کی طرف منسوب کردیا گیا، **اسی وجہ سے علمائے کرام فرماتے ہیں نماز میں دائیں بائیں متوجہ ہونا، مکروہ ہے اور اس بات پر علما کا اتفاق ہے کہ مکروہ سے مراد مکروہِ تنزیہی ہے۔** (عمدۃ القاری، جلد5، صفحہ310، مطبوعہ داراِحیاء التراث العربی، بیروت)

علامہ حسن بن عمار شرنبلالی حنفی رحمۃ اللہ تعالی علیہ مراقی الفلاح شرح نورالایضاح میں فرماتے ہیں: "وتكره بحضرة كل ما يشغل البال كزينة وبحضرة ما يخل بالخشوع كلهو ولعب" ترجمہ: ہر وہ چیز جو توجہ ہٹا دے جیسے زینت اور جو چیز خشوع و خضوع میں خلل ڈالے جیسے لہو ولعب، اس کی موجودگی میں نماز مکروہ ہوگی۔ (مراقی الفلاح شرح نورالایضاح، صفحہ131، المکتبۃ العصریۃ)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری مدنی

فتوی نمبر: Gul-3242

تاریخ اجراء: 10صفرالمظفر1446ھ/16اگست2024ء